حج، بندگی اور معرفت خدا کا نقطۂ کمال

حجۃ الاسلام والمسلمین ڈاکٹر غلام رضا مہدوی

حج، ان عبادات میں سے ایک ہے جس میں بندگی کے سب سے زیادہ مواقع فراہم ہیں۔ حج، زمان ومکان نیز اذکار واعمال کے لحاظ سے بھی اس قدر معرفت الٰہی سے مملو ہے کہ سنگدل ترین انسان کا دل بھی پگھل جائے اور اللہ سے راز ونیاز کے لئے آمادہ ہوجائے۔

شاید حج کے لئے شرط استطاعت کا راز بھی انہیں اہم امور سے مربوط ہو" وللّٰہ عَلی النّاس حجّ الْبیت مَن استَطاعَ الَیہ سَبیلاً "

کیا استطاعت سے مراد محض مالی اور جسمی توانائی ہے؟ کیا بغیر معنوی استطاعت اور ضروری لیاقتوں کے انسان خود کو حج یعنی اس عظیم ضیافت الٰہیہ کے لئے آمادہ کرسکتا ہے جس کا قرآن اور سنت میں ذکر ملتا ہے؟

کیا حج کوچۂ معشوق کا ترانہ اور معبود تک پہونچنے کا راستہ اور پتہ نہیں ہے؟ کیا بغیر مکمل تیاری اور روحانی قوت کے یہ "سیر من الخلق الی الخالق" ممکن ہے؟ یاد رہے جولوگ بغیر ایسی آمادگی کے اس مقدس سفر پر جاتے ہیں ان کا جسم ضرور سفر حج پر جاتا ہے روح نہیں جاتی چنانچہ اگر سفر حج کے بعد بھی ان میں کوئی مثبت تبدیلی نظر نہ آئے تو یہ حج کرنے والے کا قصور ہے نہ حج اور کعبہ کا، چنانچہ یہ سب اسی مقدس بارگاہ اور ملکوتی تجلیوں کی ضیاپاشیوں کا نتیجہ ہے۔ اور انسان کو اس کی توفیق عنایت ہوتی ہے۔

اگر امام زین العابدینؑ کے دلسوز بیانات کا مطالعہ کیا جائے تو یہ واضح ہوجاتا ہے کہ امامؑ نے کس حج کو قابل ذکر جانا ہے۔ امام سجادؑ نے جب شبلی سے پوچھا: فحین لبیّت، نویت انک نطقت اللّٰہ سبحانہ بکلّ طاعۃ و صمت عن کل معصیّہ؟ قال لا:۔ یعنی جب تم نے لبیک کہا تو یہ نیت کی تھی خالص اللہ کی اطاعت میں لبیک کہہ رہے ہو! اور ہرگز اس کی نافرمانی میں لب نہیں ہلاؤ گے؟ اس نے کہا: نہیں۔

اس معرفت آمیز سوال کے ذریعہ امامؑ ایک ایسے حج کی طرف توجہ کو مبذول کرانا چاہتے ہیں جس کا ظاہر یہی اعمال وارکان ہیں مگر اس کا باطن بندگی اور معرفت کی گہرائیوں سے سرشار ہے۔ آپ

ہی سے منسوب واقعہ ہے کہ احرام باندھنے کے بعد جب آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا۔ اصحاب نے پوچھا تو امامؑ نے فرمایا: مجھے ڈر ہے کہ کہیں اللہ میری لبیک کے جواب میں لا لبیک نہ کہہ دے" فلمّا احرم واستوت به راحلة اصفرلونه ووقعت عليه الرعده ولم يستطع ان يلبى فقيل له لاتلبى؟ فقال: اخشى اقول فيقول لى لالبّيک ، فقيل له لابدّ من هذا قال فلمّا لبّى غشى عليه" تعجب ہے! امام سجادؑ تو اپنی لبیک کہنے کی سکت کو لیکر متفکر نظر آتے ہیں اور ہمیں اپنے اعمال کے قبول ہونے کی خوشی ہے، حج میں معرفت کے لامحدود پہلو موجود ہیں، اس لئے کہ حج میں دو قسم کے الٰہی جلووں کا عکس نظر آتا ہے:(ا) حج، الوہیت کے مکانی جلووں کی آماجگاہ ہے یعنی اللہ نے اس مقدس مقام پر اپنی تجلّیوں کی جلوہ نمائی کی ہے۔ جہاں یہ ارکان بجالائے جاتے ہیں اور جو سرزمین مکہ، بیت اللہ ، بیت الحرام ، اور شعائر الٰہیہ سے مزین و آراستہ ہے اور ہم جانتے ہیں کہ جہاں اللہ اپنی جلوہ افگنی کرتا ہے اس کے اثر کو قبول کرنے کی بنیادی شرط انسانی مراتب واستطاعت ہے۔ خداوند متعال نے کوہ طور پر جب اپنے نور کی تجلیاں بکھیریں تو وہاں موجود بندے تاب دید نہ لاسکے یہاں تک حضرت موسیٰؑ کو غش آ گیا۔ پس غور طلب بات تو یہ ہے کہ ہم جب بیت اللہ یعنی عظمت الٰہیہ کے مختلف النوع مظاہر کے بیچ کھڑے ہوتے ہیں، ہم میں کوئی تبدیلی کیوں رونما نہیں ہوتی؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم غفلت کی حالت میں مسجد الحرام میں داخل ہوتے ہیں اور اسی حالت میں اطراف وجوانب کعبہ کی زیارت کرتے ہیں؟

به طواف کعبه رفتم به حرم رهم ندادند
که برون درچه کردی که درون خانه آئی

حج کے دیگر اہم پہلو بھی ہیں جن میں سے ایک حج کا زمانہ ہے گو کہ زمانہ کو فلسفی نقطۂ نظر سے اقدار یا اس کے برعکس کے ساتھ متصف نہیں کیا جاسکتا پھر بھی کچھ زمانوں کو عام ماہیتوں سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے اور اسے ایّام اللہ کے عنوان سے یاد کیا جاتا ہے اور حتی کبھی کبھی ایّام نحس کا نام بھی دیا گیا ہے۔ کبھی زمانہ رحمت الٰہیہ سے ہمکنار ہوتا ہے اور کبھی کبھی غضب خداوندی کا شکار ہوتا ہے۔ مجموعی طور پر ان میں کا ہر ایک اپنے اپنے فلسفہ سے مخصوص ہے مگر اہم بات یہ ہے کہ الٰہی تجلیات سے کیسے بطور احسن استفادہ کیا جائے کہ جو بالخصوص ایّام حج میں ہمارے شامل حال ہوتی ہیں۔ اگر زمانۂ حج کے علاوہ مکہ جائیں تو ہم اپنی استعداد بھر الٰہی جلوہ افگنی سے استفادہ کرسکتے ہیں اور اس کے مکانی جلووں سے بہرہ مند ہوسکتے ہیں لیکن اس کے زمانی جلووں کو صرف دوران حج ہی محسوس کیا جاسکتا ہے۔ ۹رذی الحجہ کو

عرفات میں ہونا اور عام دنوں میں عرفات میں ہونا بالکل الگ الگ احساسات کا حامل ہوتا ہے تاہم شب دہم ذی الحجہ کو مشعر الحرام میں ہونا ایاّم حج کے خاتمہ کے بعد وہاں ہونے سے بالکل مختلف ہے اور اسی طرح حج کے زمانے کے سارے لمحے، پوری زندگی کے تمام لمحات سے بالکل منفرد ہیں اس لئے کہ ہم حج میں دو طرح کے جلووں کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ مکانی جلوے اور زمانی جلوے۔

البتہ، ان تجلیات سے استفادہ کرنے کے لئے کچھ چیزوں کا ہونا بہت ضروری ہے کہ جو تصفیہ روح اور تزکیہ نفس کے بعد ہی ممکن ہے۔

سرانجام میں اپنے سفر حج کے چند یادگار لمحات کو قلمبند کر رہا ہوں جو میری روح کی گہرائیوں سے وابستہ اور معرفت کے لحاتی تجربہ سے مملو ہیں، جس کے بعد وہ خوشنما احساس جا تا رہا۔

جب آپ میقات سے احرام کی حالت میں لرزتے ہوئے مگر پر امید دل کے ساتھ کوچہ معشوق یعنی مسجد الحرام کا رخ کرتے ہیں، ادب و پشیمانیوں کا تاثر آپ کے چہرہ پر نمایاں ہونے لگتا ہے، آپ پر کعبہ کی وہ ہیبت طاری ہوجاتی ہے کہ آپ میں اس کی طرف نگاہ اٹھانے کی بھی تاب نہیں رہتی ہے، آپ کے پاؤں کپکپانے لگتے ہیں، آپ کے اندر ایک ہیجان برپا ہونے لگتا ہے، حیرت زدہ اور دم بخود حالت میں کعبہ پر نگاہ پڑتی ہے تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ کیا کہیں؟ کس احتیاج کو اس بے احتیاج پروردگار کی بارگاہ میں رکھیں؟ دل میں ایک ہوک سی اٹھتی ہے اور جی یہ چاہتا ہے کہ جہاں ہیں وہیں جم جائیں، آگے بڑھنے کی تاب نہیں رہتی، ہاں اگر بلائے گئے ہوں تو ضرور! پھر رُکے کیوں ہیں، توقف کیوں ہے؟ آگے بڑھیں۔ مسجد الحرام کے مرمری زینوں سے نیچے جائیں، ایک خاص قسم کی ٹھنڈک آپ کے وجود کا احاطہ کرلیگی۔

دھیرے سے سر کو اوپر اٹھائیے آپ کی آنکھیں کعبہ کے دل آویز قامت سے دوچار ہوجائیں گی، دنیا کے سارے قد، اس کے سامنے چھوٹے ہیں۔ کعبہ کی جلوہ سامانیاں آپ کو اپنے میں اتنا غرق کردے گی کہ آپ بے ساختہ زمین پر سجدہ ریز اور اشکبار ہو جائیں گے۔ اے میرے پروردگار! تیرا شکریہ کہ تونے ہمیں اپنے گھر بلایا، اپنی ضیافتوں سے نوازا، خدایا تیرے حقیر بندے نے تیرے عظیم آستانہ پر قدم رکھا ہے، قبول کر! سر سجدہ سے اٹھائیں گے تو بھی اشک آنکھوں سے جاری رہیں گے، کعبہ کی طرف دوڑ پڑیں گے اور انسانوں کے امنڈتے ہوئے سیلاب کا حصہ بن جائیں گے اور کسی پروانہ کی طرح معشوق کے شمع مکانی کا طواف کرنے لگیں گے۔